اُردواورسرائیکی غیرمسلم نمائندہ شعراء کا دینی ادب: تحقیقی مطالعہ

محمد اجمل مہار*

ڈاکٹر سید صفدر حسین**

Abstract:

Islam is such a religion that teaches tolerance, assoication, equlity and love for the fellow beings. Whereas, the priests and cleargies of other religions, especially the Hindu religion keep the discrimination of blood class, monopoly, suppermacy among their followers, which has created hatred among them against their clearics and religious leaders. This hatred has directed the non-Muslim writers and poets towards Islam. This liking evinced in the form of praise of Allah Almighty ،Onness, praise of Holy Prophet (PBUH) and the martyers of Islam i.e. Shohda-i-Karbala (R.A) This Articles a review of such a poetry non-Mulim poets Which contribute a lot to creat the great Multani Culture based on tolerance and interfaith hormony.

ملتان اور اُوچ جسے عظیم وادی سندھ کا خطہ کہا جاتا ہے۔ ہزاروں برس سے علوم وافکار کا گہوارہ رہا ہے۔ دریاؤں کے سنگم پر ہونے کی وجہ سے یہ علاقہ انتہائی زرخیز ہے اور سماجی ومعاشی لحاظ سے خوشحال بھی۔ یہاں مختلف قوم اور نسل کے لوگ ہجرت کر کے آئے اور اپنے اپنے مذہب اور عقائد کا پرچار کرتے رہے۔ اس وادی میں آنے والی اقوام وقبائل میں آریہ قبائل کا نام بہت ہی اہم ہے۔ آریہ ایک سے دو ہزار قبل مسیح میں اس خطے میں داخل

* سرائیکی ایریا سٹڈی سنٹر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

** شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

ہوئے۔

آریاؤں نے مذہب سے متعلق بہت سے عقائد اس خطے کے قدیم باشندے دراوڑوں سے سیکھے۔ آریاؤں کا مذہبی سرمایہ ''وید'' ہیں۔ان میں سب سے قدیم ''رگ وید'' ہے جو ۱۲۰۰ ق۔م سے ۱۵۰۰ ق۔م کے درمیان تصنیف ہوئے۔ان ویدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آریا میں تخلیق کائنات اور حیات بعد از موت کا تصور بھی موجود تھا۔

ملتان عہد قدیم سے اپنی جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے تجارتی مرکز رہا ہے اور حکمرانوں اور حملہ آوروں کی جولان گاہ بھی۔ ۶۳۶ء میں وادی سندھ میں چچ برہمن کے حکومت قائم ہوئی تو پورے وسیب پر ہندو نظریات کے حامل برہمن غالب آ گئے۔ یہ عہد راجہ داہر برہمن کی اسلامی سپہ سالار محمد بن قاسم کے ہاتھوں شکست تک جاری رہا۔

ملتان اور گردونواح میں مسلم حکومت کا باقاعدہ آغاز ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم کی فتح ملتان اور اُوچ سے ہوا۔ محمد بن قاسم کے فتح ملتان کے زمانے میں یہ علاقہ سیاسی انتشار اور مذہبی بے چینی کا شکار تھا۔لوگ ہندو طبقاتی سماجی نظام سے متنفر ہو چکے تھے۔ایسی صورت میں محمد بن قاسم اسلامی نظریے کے ساتھ اس خطے میں داخل ہوا۔اس کے بعد علماء کرام، بزرگان دین اور صوفیا کرام کی بہت بڑی تعداد وادی سندھ میں آ کر آباد ہوئی۔اسلام کی روشنی اس وادی سے نکل مشرقی ہند میں پھیلنے لگی۔اسلام کی ترویج میں عرب تاجر اور سیاحوں کا بھی عمل دخل رہا ہے۔

عرب تاجر اور اندودیش (سندھ دیش وادی سندھ) کے تاجر بحری جہازوں کے ذریعے بندرگاہ ملتان تک تجارتی سامان لاتے اور لے جاتے تھے۔(۱) ابن الفقیہ ہمدانی (۳۳۰ھ/۹۴۱ء) لکھتے ہیں کہ: ہندوستان اور سندھ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیات دی کہ وہاں ہر قسم کی خوشبو، جواہرات وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔(۲) سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ہندی چیزوں کے نام بھی آئے ہیں کیونکہ نزول قرآن کے زمانے میں ان چیزوں کے عربی زبان میں نام لیے جاتے تھے۔انہوں نے لکھا کہ ابن حجر اور ابن سیوطی نے قرآن پاک کے اس قسم کے الفاظ جمع کئے ہیں ان میں ''مسک'' (مشک) زنجبیل (سونٹھ، ادرک) اور کافور (کپور) وغیرہ ہیں۔(۳)

۳۰۳ھ میں جب عرب سیاح مسعودی ملتان آیا تو یہاں جو شخص حاکم تھا اس کا نام ابوللباب منبہ بن اسد قریشی سامی تھا جو سامہ بن لوی کے خاندان سے تھا۔ ملتان کا ملک اسلام کے سرحدی ممالک میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے بعد غیر مسلموں کا ملک تھا۔ یہاں ایک مشہور مندر تھا جس میں ایک مورتی تھی اس کی جاترا کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے۔(۴)

ابوظفر ندوی نے بشاری مقدسی (۳۷۵ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان لوگوں کی اخلاقی حالت بہت اچھی ہے۔ان میں زنا اور شراب کا مطلق رواج نہیں جو شخص کبھی اس معاملے میں پکڑا گیا تو اس کو قتل کر ڈالتے یا سخت سزا دیتے۔تجارتی کاروبار میں یہ لوگ بڑے خوش معاملہ ہیں نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ناپ تول میں کمی کرتے

ہیں۔ مسافروں سے محبت کرتے ہیں اکثر باشندے (مسافر) عرب ہیں۔ (۵)

تجارت کے ساتھ عرب سیاحوں کی آمد ورفت بھی جاری رہی بہت سے عرب تاجروں نے وادی سندھ اور ملتان میں مستقل اقامت بھی اختیار کر لی۔ ادھر سندھ کے ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن دوسری صدی ہجری میں حدیث کے مشہور راویوں میں ہیں۔ اپنے وطن سندھ کے انتساب سے ''السندی'' اور جائے قیام کے لحاظ سے ''مدنی'' کہے گئے۔ وہ کسی جنگ میں گرفتار کر کے سندھ سے حجاز لے جائے گئے تھے اور وہاں فروخت ہوئے تھے۔ (۶)

۸۸۳ء میں ایک غیر مسلم راجہ نے جس کا نام عرب مورخین نے ''مہراک بن سالک'' لکھا ہے۔ سندھی زبان میں اسلام کی تعلیمات لکھ کر طلب کیں۔ وہ اسلام کی تعلیمات سے بہت متاثر تھا۔ پھر سندھی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھوا کر پڑھتا رہا اور دل سے اسلام قبول کر لیا۔ (۷)

فرانس کے مشہور محقق اور مورخ ڈاکٹر گستاولی بان کا کہنا ہے کہ ہندوستان پر مسلمانوں کی ایک ہزار سے زیادہ عرصہ حکومت رہی۔ مختلف فاتحین نے اس ملک کو زیر کیا۔ جس میں عرب، افغان، ترک اور مغل شامل ہیں لیکن ان سب کا مذہب اس کی زبان اور اپنی صنعت اس ملک میں پھیلائی اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں یہاں ہند اور سندھ میں فروغ اسلام ہوا۔ وہاں علاقائی زبانوں نے بھی پرورش پائی۔ (۸) اسلام کے ابتدائی دور میں لوگوں کو سمجھانے کے لیے علمائے کرام نے آسان الفاظ میں کتابچے لکھے۔ مثلاً پکی روٹی، مسی روٹی، مٹھی روٹی، نور نامہ، معراج نامہ، کربلا نامہ وغیرہ کثیر تعداد میں لکھے۔ یہ تمام مذہبی کتابچے آج کل ناپید ہیں۔ ان کے نام صرف ادبی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ سرائیکی (ملتانی) زبان میں حضرت میاں ملاں کی سب سے پہلی با قاعدہ تصنیف ہے جو گیارہویں صدی عیسوی کی ہے۔ بار بار طباعت اور تدوین کے عمل سے گزرنے کے بعد یہ اپنا اصل متن اور الفاظ تبدیل کر چکی ہے۔ یہ عرصہ دراز سے سرائیکی خطے میں پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

روز ازل تھین روز ابد تک صفت کرن ہر دم
کل درخت کچیون قلماں کل دریا سیاہی
ہرک درختاں ورق کچیوں لکھن صفت الٰہی
جن انسان ملائک کلی لکھن دوہار جہاناں (۹)

اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اس میں ایک مکمل ضابطہ حیات موجود ہے۔ اسلامی نظریے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے مذہبی رواداری کی بنیاد رکھی۔ نسل پرستی، قومیت اور گروہ بندی کی نفی کی۔ ملتان میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو اسلامی تہذیب اور مسلم معاشرے کو فروغ حاصل ہوا۔ ملتان میں بے شمار، اولیاء اور صوفیاء کرام عرب اور ایران سے ہجرت کر کے آئے۔ سرزمین ملتان میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ ان بزرگان نے شروع کیا۔ ان

مبلغین اسلام اور اولیاء کرام نے فکر و ہدایت کے مراکز قائم کیے۔ ان بزرگان دین کا رویہ مذہبی رواداری اور عدم تشدد پر مبنی تھا۔ ذات پات کے نظام سے نفرت اسلام کے نظریہ سماج کی کڑی ہے۔ جس نے صدیوں کے قائم ملتان کے غیر مسلم طبقے میں ایک نیا نکتہ نظر و فکر پیدا کیا۔ جس میں غیر مسلموں اور اقلیتوں سے حسن سلوک بھی شامل تھا۔ اسلام آفاقی مذہب ہونے کی وجہ اس میں مساوات نمایاں ہے۔ دین اسلام میں ذات پات اور فرقے کی نفی کی گئی ہے۔

ملتان اولیاء کرام اور بزرگان دین کی سرزمین ہے۔ ملتانی تہذیب وثقافت اور زبان وادب پر مذہب کی چھاپ گہری ہے۔ اس خطے کی زبان میں ملائمت اور بلاغت بدرجہ اُتم پائی جاتی ہے۔ اس تہذیب وثقافت اور زبان کی نرمی اور ملائمت کے پیچھے پوری ایک تاریخ موجود ہے۔ جس میں مسلمان صوفی شعراء، علماء، ادباء کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعراء اور دانشور بھی شامل ہیں۔

خدا نے سب انسانوں کو یکساں پیدا کیا ہے جبکہ ہندومت نے تو انسان کو فرقوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ جس سے لوگ بہت متنفر تھے۔ اسلام کی رواداری اور مساوات نے پنڈتوں کے ستائے ہوئے لوگوں کو متوجہ کیا۔ پھر ہندومت کی کوکھ سے بھگتی تحریک نے جنم لیا۔ بھگتی تحریک ویدانت، صوفیت، وحدت الوجود، ہمہ اوست، کل خدائیت کا پرچار کر رہی تھی۔ اس تحریک کے بڑے بڑے اور نامور رہنماؤں میں بھگت کبیر (۱۳۹۹۔۱۵۱۰ء) ہوگزرے ہیں۔ مذہبی رواداری، باہمی خوش اسلوبی، محبت اور ایک دوسرے سے میل ملاپ کی بھگت کبیر زندگی بھر تلقین کرتے رہے۔ دنیا کی بے ثباتی کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:

ماٹی کہے کمہار کو تو کیا روندے موہے
اک دن ایسا ہووے گا میں روندوں توہے(۱۰)

(مٹی، کمہار سے کہتی ہے تو مجھے کیوں روندرہا ہے ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ میں تجھے روندوں گی یعنی قبر میں جاؤ گے)

ان کا ایک اور مشہور دوہا:

مالی آوت دیکھ کر کلیاں کریں پوکار
پھول پھول چن لیو، کال ہماری بار(۱۱)

ذیل میں درج شعر میں خدائے واحد کا پرچار دیکھیں

مر گیا راما، مر گیا کرشنا، مر گئی سیتا مائی
ارے پوجن اس کی کریئے جس کو موت نہ آئی(۱۲)

دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت کا ایک اہم حوالہ چوہدری نعمت رام کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔ نعمت رام

پیارے لال جامپوری کا پوتا تھااور شاعری میں نعمتی تخلص کرتا تھا۔

کندھی تے پرونڑا نیڑے لگی ڈھا
ساتھی تیڈے لڈ سدھائے توں کیوں بے پروا
پنجرا تھیا پرانا، پکھی تھیا اُداس
جیں گھر موجاں مانیاں ٹکن نہ ڈیندے رات (۱۳)

ملتان اوراس کے مضافات کے غیرمسلم شعراء نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عقیدت کا اظہار حمد وثنا، نبی پاک سے محبت کے لیے نعت جیسے تعریفی کلمات، شہداء کربلا سے اظہار ہمدردی کے لیے مرثیہ اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔

(۱) حمدوثنائے باری تعالیٰ:

ذیل میں غیرمسلم شعراء کا وہ کلام پیش کیا جاتا ہے جس میں توحید الٰہی، حمد وثناء اور ذات الٰہی کے تصرفات اورکمالات کی خوب صورت جھلک نظر آتی ہے۔

گنہیا لال ہندی:

۱۹۱۵ء میں جب ملتان کی سڑکوں کی توسیع اور نئی سڑکوں کی تعمیر کرنا مطلوب ہوئی تو انگریز کمشنر نے گنہیا لال ہندی کی خدمات حاصل کیں۔ان کو لاہور سے ملتان تبدیل کردیا گیا۔وہ دوسال ملتان میں رہے اور مشاعروں میں اکثر شرکت کرتے رہے۔گنہیا لال ان کا نام تھا اور ہندی تخلص کرتے تھے۔انہوں نے اپنی کتاب ''مناجات ہند'' ملتان میں رہ کر مکمل کی۔ہندو ہونے کے باوجود توحید پرست تھے، لکھتے ہیں کہ:

یا الٰہی تو ہے بس میرا حبیب اچھا مشفق اور بہت اچھا حسیب
کوئی حامی کوئی یارا اپنا نہیں ہاں مگر ہے ایک تو اپنا حبیب
غیر کی الفت اٹھا دیجئے تمام میرے سینے سے میرے مولیٰ حبیب
ہے نہیں اس کو محبت غیر سے اے خدا بن جائے تو جس کا حبیب
دیکھ کر آنکھوں سے جو بخشے گناہ ہندیا حق ہے فقط ایسا حبیب (۱۴)

دیوی لال ہندی:

دیوی لال ہندی اور گنہیا لال ہندی دونوں بھائی پنڈت مادھورام کے بیٹے تھے۔جو ملتان کا باسی تھا۔ ملتان کے دولت مند ہندو خاندانوں میں سرفہرست تھے۔انہوں نے ملتان کو اس وقت خیرباد کہہ دیا جب ۱۹۳۲ء میں انگریز کمشنر نے محرم کے موقعہ پر ہندو مسلم فساد کروایا جس میں مادھورام کا سارا خاندان قتل کردیا گیا۔ان کے دو بیٹے اس لیے زندہ بچ گئے کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے ملک سے باہر تھے۔دیوی لال لاہور میں ڈاکٹر بن گیا۔جبکہ گنہیا لال

ہندی، لاہور میں انجینئرَ (افسر) بن گیا تھا۔ دیوی داس ذہنی طور پر مسلمانوں کے بہت قریب تھے۔ وہ شعر بھی کہتے تھے، لکھتے ہیں:

سورج دے وچ ہے نور اللہ دا — ہند وچ دیکھو سرور اللہ دا
ندیاں وچ سن راگ اللہ دا — بھاگوان سر بھاگ اللہ دا
زمی اسمان نشانی اس دی — پانیاں وچ روانی اس دی
سبھ جگ دا پربھو توں ہیں سہارا — روت پروت اس وچ جگ سارا
پادری پنڈت تے ملوائے — رب دا راہ کوئی ورلا جانے
جے رب عقل سراں وچ پائے — سب انسان ہاں ماں پیو جائے (۱۵)

پیارے لال جام پوری:

جام پور کے رہنے والے تھے۔۱۷۸۴ بکرمی میں وہ زندہ تھے۔ انہوں نے ایک مثنوی لکھی ہے۔ اس کے ابتدائی چند اشعار درج ذیل ہیں جو مناجات سے لبریز ہیں اپنا پورا نام تخلص کرتے ہیں۔

ایک اینک توں ہیں میں تیڈا لیلا اپرم پار — توں ہیں رام، توں نارائن، توں ہیں نرنکار
ست جگ دے وچ گھدو سنگھ روپ وہار — پر ہلاد کارن ہرن کشپ دا پیٹ کیتوئی چار
پرس رام کا گربھ تیئں تے ڈتا ہانوار — پیارے لال دے پاپ سبھے توں بخشیں بخشن ہار (۱۶)

دمودر داس دمودر:

اکبر اعظم کے زمانے کا (۱۵۵۶ء۔۱۶۰۶ء) یہ شاعر جھنگ سیال کا رہنے والا تھا۔ جھنگ کے باسی نے پہلی مرتبہ ''ہیر دمودر'' لکھی اس کا ایک حمد یہ بند اس طرح ہے۔

اول نام صاحب دا لیئے جن ایہہ جگت اپایا — زمین اسمان فلک در سیتے قدرت نال ٹکایا
دور قمر خورشید و سیتے کہ ہر جا اکو سایا — ناؤں دمودر ذات گلھاٹی میں ایہہ قصہ رچایا (۱۷)

بانکے دیال:

بانکے دیال، ضلع جھنگ کے گاؤں بھوانہ میں ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے ہی بیت بازی اور شعر و شاعری کی طرف مائل تھے۔ میٹرک پاس کر کے سماجی کاموں میں حصہ لینے لگے۔ پھر انگریز شاہی کے خلاف لکھنے لگے۔ انہوں نے ایک نظم دیہات سدھار کے جلسے میں پڑھی۔ ''پگڑی سنبھال او جٹا، پگڑی سنبھال او'' جس پر ان کو جیل جانا پڑا۔ جیل میں تشدد کی بناء پر ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ آخری عمر میں اس نے وحدت کا پرچار شروع کر دیا، لکھتے ہیں:

بت بنا کے کرشنا راما، پوجا کیتی سب دی — سمرن کرنا ڈاڈا کم اے، اگے مرضی رب دی
ہک پربھو تے راضی رکھو، مانس سب سنسار — توڑے کتابن کے درتے بہہ جاایہوگل پھبدی (۱۸)

(۲) نعتیہ شاعری:

اوپر کی سطور میں جیسے ملتان اوراس کے مضافات کے غیر مسلم شعراء کی حمد وثنا اور توحید الٰہی پر مبنی شاعری کی ایک جھلک ملاحظہ کی گئی ۔اس طرح ذیل میں ملتان کے غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی اور نبی آخرالزماں سے ان کی عقیدت کے چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس علاقے کی مذہبی ہم آہنگی اور برداشت پر مبنی تہذیب اور کلچر کی پرداخت میں کس طرح غیر مسلم شعرا نے اپنا حصہ ڈالا۔ نیز اسلام کی آفاقی تعلیمات نے ان کی روحانی اور مذہبی کیفیات کی ترتیب وتسوید میں کس طرح اثر پذیری کی۔

منشی گنج بہاری لال شفق:

شفق کرت پوری، وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے اور حاکم ملتان ساون مل کے دربار میں وقائع نگار بھی رہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان کو بوجوہ معطل کر دیا تھا۔ پھر وہ کندیلہ (بھارت) جا کر وکالت کرنے لگے۔(۱۹)

کرت پوری کی نعت کا ایک شعر دیکھیں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے، لکھتے ہیں:

کیوں اٹھاؤں میں شفق اب سفر دور و دراز
دل میں مکہ میرے سینے میں مدینہ نکلا(۲۰)

بانکے دیال

بانکے دیال جہاں اللہ تبارک تعالیٰ سے محبت کا اظہار کرتا ہے وہاں حضور اکرم ﷺ سے عقیدت کے حوالے سے اور آپ کے مقدس عہد سے دنیا نے جو فیض پایا اور سنہری عہد جس میں انسانوں پر سے انسانوں کی حکومت ہٹا کر انسان کے خدا کی حکومت قائم کی اور عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گیا۔ اگرچہ غیر مسلم شعراء کے ہاں نعت گوئی ایک بڑا موضوع ہے اور اس پر ایک بڑا ذخیرہ بہم موجود ہے تاہم ملتان اور اس کے مضافات کے غیر مسلم شعراء کی اس سلسلہ میں نگارشات جو ہماری نظر سے گذر سکیں اس کا ایک مختصر مندرجہ بالا سطور میں جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔ بانکے دیال کا ایک شعر بھی درج کیا گیا ہے جس سے ان کی مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کی بہترین مثال ملتی ہے۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی سبھے تیڈے بندے
ہک نبی نے دنیا اتے حکومت کیتی غضب دی(۲۱)

مرثیہ:

مرثیہ وہ نظم ہے جس میں حضرت امام حسینؓ اوران کے رفقا کار کی شہادت کے واقعات کا بیان ہو۔ مرثیے

میں شہداء کربلا کی ذات وصفات کے فضائل اور مناقب کے ساتھ ساتھ ان سے عقیدت، احترام اور محبت کا اظہار بھی ملتا ہے۔ یہ مذہبی عقیدت صرف مسلمان ادباء تک محدود نہیں بلکہ اس میں غیر مسلم شعراء کا بھی حصہ ہے۔ پُرسوز بیان پر ان اشعار میں جذبات کا حقیقی اظہار ملتا ہے۔ ملتان اور اس کے گردونواح میں مرثیہ کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ جس کی ایک مثال دت برہمن کی ہے۔

ملتان میں ہندو برہمن دت قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ محرم کے دنوں میں صبح سویرے ملتان شہر کے گلی، محلوں میں ''کبت'' گایا کرتے تھے اور واقعہ کربلا لوگوں کو سناتے تھے۔ ان میں سے ایک کبت اس طرح ہے جو امام حسینؓ سے متعلق ہے۔

سدھ جھوجھا کی انش میں دت نام سلطان ۔۔۔ سدھد یوگ جو بیرجی عرب کیو استھان
رائے پن پن آتمی کریں دیس جو دھیان ۔۔۔ دھارو میرو جودت میں عرب کیو استھان
جئے دت جو میر سار ٹوک مچائی ۔۔۔ سب شترو کو مار بیچ رن پھرے دھائی
بجے بھر کو چوٹ فتح میدان جو پائی ۔۔۔ بدلہ لیو جو حسین نے
دھن دھن کرے لوکائی

ترجمہ: سدھ جھوجھا اسم باسمیٰ بادشاہ نے جو سدھ یوگ جی کی اولاد ہے۔ عرب میں جا کر قیام کر لیا۔ نیک سیرت رائے پن اپنی سلطنت کا دھیان کرنے والا دھارو میرو جودت ہیں انہوں نے عرب کو اپنا وطن بنا لیا۔ دتوں نے بہادری سے اپنے دشمنوں کو قتل کر کے ان پر خوف طاری کر دیا۔ جب انہوں نے فتح پائی تو جنگی نقارے بجائے گئے۔ حضرت امام نے بدلہ لے لیا اور دنیا نے دھن دھن کہا یعنی بہادری کے نعرے لگائے۔ **(۲۲)**

ذیل میں چند مرثیہ گو ہندو شعرا کی مثال پیش کی گئی ہے جن سے ان کی مذہبی ہم آہنگی کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ قدیم ہندو شاعروں کے کہے ہوئے مرثیے سے ایک ادھ شعر ملتا ہے وہ درج ہیں: جے چند پریم ملتانی:

ماتم امام حسین کا اس دل سے کرو
اعزاز و احترام ہوں سب میزماں کرو **(۲۳)**

پریم لال، کوٹ ادوی:

رو رو سکینہ یاد کر بابا کہاں جا رہے ہو
بد بخت یزید نرگن اتے کیا ہے برا کام **(۲۴)**

ودیا پرکاش سرور تونسوی:

دریائے لہو میں ڈبویا تاج امامت حیف
رن میں کس نے اٹھایا علم کا طوفان آج **(۲۵)**

موج لال موج رحیم یارخانی:

کیں کوں تاب ہے روون دی اج
ناچار میں کہہ ڈساں ایہ امت نبی دی(۲۶)

سیوارام کستوری بہاولنگری:

ہندو ہو مسلم یہ تخصیص نہیں ہے
شبیر کا پیغام سنسار بھر کے لیے ہے(۲۷)

غیرمسلم شعرا کا یہ دینی ادب ان کی اسلام سے وابستگی کا اظہار ہے اس کیساتھ ان کا علمی وادبی ذوق بھی نمایاں ہوتا ہے۔ جس سے ان کی مذہبی ہم آہنگی ظاہر ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں اس سے مذہبی رواداری کے لیے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔ مذہبی رواداری پرمبنی ملتان کی تہذیب وثقافت کے قیام میں غیرمسلم ادباء اور شعرا کی کوششوں اور خدمات کی ایک طائرانہ جھلک پیش کی گئی ہے۔ ورنہ تاریخ کے کتنے ہی گم گشتہ ابواب ہیں جن پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ Abn-ul-Faqhia, Katab-ul-Bidan, London, 1792, P: 251

۲۔ سیوطی، جلال الدین، التقان فی علوم القرآن، (عربی) مصر، ۱۴۲۰ھ، دارالکتب، ص:۲۸

۳۔ ندوی، سلیمان سید، عرب ہند تعلقات، کراچی، ۱۹۷۶ء کریم سنٹر، ص:۲۷

۴۔ ندوی، ابوظفر، تاریخ سندھ، اعظم گڑھ، (انڈیا) ۱۹۴۶ء، دارالمصنفین ص:۲۱۱

۵۔ ایضاً، ص:۲۴۳

۶۔ ندوی، ریاست علی سید، اسلامی عہد کا ہندوستان، پٹنہ (بھارت) ۱۹۵۰ء، ادارہ مصنفین ص:۵۱

۷۔ ایضاً، ص:۷۷

۸۔ گستاولی بان، ڈاکٹر، تمدن ہند، اردو ترجمہ، ڈاکٹر سید علی بلگرامی، کراچی ۱۹۶۲ء، اُردو بازار، ص:۳۰۷

۹۔ نورنامہ، ملتانی، معہ آمین، لاہور، شیخ سراج الدین اینڈ سنز، س ن، ص:۱

۱۰۔ جعفر حسین، ڈاکٹر، کبیر کی شخصیت اور فن، کراچی، ۱۹۶۷ء، اُردو بازار، ص:۹۵

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ناصر، نصراللہ خان، ڈاکٹر، سرائیکی شاعری دا ارتقاء، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ ۲۰۱۴ء، ص:۴۵۱، ۴۵۲

۱۴۔ ہندی، گنہیا، لال، مناجات ہندی، لاہور، ۱۹۷۰ء، مطیع ازدی، ص:۱۴

۱۵۔ خان، محمد افضل، چودھری، پنجابی شاعراں دا تذکرہ، لاہور، ۱۹۶۰ء، مولا بخش کشتر اینڈ سنز، ص:۳۹۹

۱۶۔ کیفی جام پوری، سرائیکی شاعری، ملتان، ۱۹۶۹ء، بزم ثقافت، ص:۱۳۵

۱۷۔ دمودر، داس دمودر، ہیر دمودر، لاہور، ۱۹۹۵ء، پنجابی ادبی بورڈ، ص:۲۷

۱۸۔ بانکے دیال، یاداں دے دانڑے، امرتسر، ۱۹۴۹ء، مائی جیواں روڈ، ص:۱۲

۱۹۔ میرٹھی، نور احمد، خاندان کائستھ کا شجرہ، میرٹھ، ۱۹۱۰ء، ص:۱۹

۲۰۔ بہاری شفق، بہار شفق، آگرہ، ۱۹۰۵ء، مطبع سفید عام، ص:۹۱

۲۱۔ بانکے دیال، مذکور، ص:۱۲

۲۲۔ عتیق فکری، عبدالحمید، العتیق العتیق، جلد اول، بہاولپور، ۱۹۹۷ء، سرائیکی ادبی مجلس، ص:۱۲۱

۲۳۔ ثاقب، وحیدالدین، مدیر، ماہنامہ، مولوی، کربلا نمبر، جلد ۱۲، شمارہ، ۷، دہلی، ۱۹۰۲ء، کشمیری بازار، ص:۱۱ تا ۲۱

۲۴۔ ایضاً ۲۵۔ ایضاً ۲۶۔ ایضاً ۲۷۔ ایضاً